اے ٹی ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت

The Islamic status of ATM, Debit and Credit cards

سعید الحق جدون[i] ڈاکٹر کریم داد[ii]

Abstract

The current system of Globalization has integrated the contemporary world. Expansion in the various sources of communication has reduced the long distances drastically and this rapidness has affected the all walks of life but the most significant impact is on trade.

The world of trade is extending its spectrum widely.Nowadays the new forms and means of trade have emerged and it is necessary for the expansion of business that the money should be transferred safely from one place to another quickly, to meet this requirement bank is used, although the bank has provided many facilities but still there are some negative aspects too because a Muslim have to face some complications and difficulties of Islamic law.

Islam is the perfect and complete code of life and adopting its teaching and instructions are necessary for a Muslim in every sphere of life, it requires Muslim to obey divine law in the matters and business sector, like other sectors of life so that its revenues to be valid, lawful and it could bring positive impact on individual and collective life.

The bank issued variety of cards for the development and simplicity of the business, which helps in transfer of money quickly and through their needs.The most common of these areATM card, debit and credit cards. This article will introduce these cards and their legal status as well.

i ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

Key Words:money,business,debit,credit

گلوبلائزیشن کے موجودہ سسٹم نے پوری دنیا کو سمیٹ دیا ہے، ذرائع مواصلات کی ترقی کی وجہ سے فاصلے حیرت انگیز حد تک کم ہو چکے ہیں، اس برق رفتاری کا اثر زندگی کے مختلف شعبوں پر پڑا ہے مگر سب سے زیادہ اثر تجارت پر ہے، چنانچہ عصرِ حاضر میں تجارت کی دنیا وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے، آئے روز تجارت کی نئی نئی قسمیں اور صورتیں وجود میں آرہی ہیں، کاروبار کی یہ وسعت اور ترقی اس بات کی متقاضی ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرمایہ تیزی سے محفوظ طریقے سے منتقل کیا جا سکے، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دورِ حاضر میں بینک کو واسطے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے سرمایہ کی حفاظت اور منتقلی کو یقینی بنایا جاتا ہے، اس واسطے بینک مختلف قسم کے کارڈ جاری کرتا ہے، جن میں زیادہ مروج اے ٹی ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ ہیں، بینک نے جہاں لوگوں کو بہت سی سہولیات فراہم کی ہیں وہاں اس کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں، چنانچہ ایک مسلمان کو شرعی اعتبار سے بعض پیچیدگیوں اور پریشانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ دینِ اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے اور اس کی ہدایات اور تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبے میں اپنانا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، اسی لئے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح معاملات کے شعبے میں بھی تعلیماتِ الٰہیہ کی پابندی کرے، تاکہ اس کی آمدنی جائز اور حلال ہو اور اس کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہو سکیں۔ ذیل میں اے۔ٹی۔ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ کا تعارف اور شرعی حیثیت بیان کی جاتی ہے:

اے۔ٹی۔ایم کارڈ

اس کارڈ کو عربی میں "بطاقة الصرف الآلي" کہتے ہیں، یہ کارڈ بینک اپنے اکاونٹ ہولڈرز کو اس مقصد کے لئے جاری کرتا ہے کہ وہ کہیں بھی نصب اے، ٹی، ایم مشین سے نقد رقم حاصل کر سکیں۔ اس کارڈ کے ذریعے آدمی اپنے اکاونٹ میں موجود رقم ہی سے استفادہ کر سکتا ہے، اس سے زائد رقم حاصل نہیں کر سکتا، نیز کارڈ کی سالانہ فیس کے علاوہ کوئی معاوضہ بھی ادا کرنا نہیں پڑتا۔

اے۔ٹی۔ایم کارڈ کی شرعی حیثیت

اس کارڈ کے ذریعے چونکہ آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس کے علاوہ کوئی سودی قرض وغیرہ نہیں لے سکتا، اس لئے اے، ٹی، ایم کے موجودہ سسٹم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس

کو اپنی معاشی ضروریات کے لئے استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، شرعی لحاظ سے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

اے۔ٹی۔ایم سسٹم اور سفتجہ میں فرق

سفتجہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دوسرے کو اس شرط پر قرض دے کہ وہ فلاں دوسرے شہر میں اس قرض کو لوٹائے گا اور اس طرح قرض دینے کا مقصد راستے کے خطرات سے بچنا ہوتا ہے۔ سفتجہ فقہاء شافعیہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

فهذا قرض باطل لا يصح أخذ السفتجة به لأنه قرض جر منفعة[1].

امام مالکؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے[2]۔ لیکن اگر ضرورت اور خطرہ زیادہ ہو تو اس کی اجازت ہے[3]۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک سفتجہ جائز ہے۔[4] فقہاء احنافؒ کے نزدیک اگر دوسرے شہر میں قرض لوٹانا مشروط ہو تو مکروہ ہے، ورنہ نہیں، چنانچہ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

ان أقرضه بغير شرط وكتب له سفتجة بذلك فلا بأس به وإن شرط في القرض ذلك فهو مكروه لأنه يسقط بذلك خطر الطريق عن نفسه فهو قرض جر منفعة[5].

"اگر بغیر شرط کے قرض دے اور سفتجہ لکھ کر دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر قرض میں یہ شرط ہو تو یہ مکروہ ہے کیونکہ اس ذریعے سے وہ اپنے آپ سے راستے کا خطرہ ہٹاتا ہے تو یہ ایسا قرض ہے جس پر قرض دینے والا نفع حاصل کرتا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ اگر قرض دیتے وقت یہ شرط لگائی جائے کہ قرض خواہ اس کو دوسرے شہر میں لوٹائے گا تو یہ مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ اور اے۔ٹی۔ایم میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ بینک دوسرے ہی شہر میں رقم لوٹائے گا، یا یہ کہ حاملِ کارڈ دوسرے شہر میں ہی رقم وصول کرے گا، بلکہ حاملِ کارڈ (قرض دینے والے) اپنی مرضی سے جہاں بھی چاہے اے، ٹی، ایم مشین کے ذریعے قرض وصول کر سکتا ہے، خواہ اپنے شہر میں ہو یا کسی دوسرے شہر میں ہو۔

ڈیبٹ کارڈ

اس کو عربی میں "بطاقة السحب الفوري" کہتے ہیں، یہ کارڈ بینک صرف ان لوگوں کو جاری

کرتا ہے جن کا بینک میں اکاونٹ ہوتا ہے، اس کارڈ کا حامل صرف اس رقم سے مستفید ہو سکتا ہے جو اس کے اکاونٹ میں ہوتی ہے، البتہ کارڈ ہولڈر اس کو تین مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے:

1. بوقتِ ضرورت اپنے اکاونٹ میں موجود رقم اپنے شہر میں یا کہیں اور نقد کی صورت میں حاصل کرنا۔
2. جن تجارتی مراکز اور دوکانوں کا بینک کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہوتا ہے وہاں سے خریداری کر کے کارڈ کے ذریعے ادائیگی کرنا۔
3. ضرورت کے وقت اپنے اکاونٹ سے دوسرے کے اکاونٹ میں رقم منتقل کرنا[6]۔

اس کارڈ کے بارے میں شرعی لحاظ سے دو باتیں قابلِ غور ہیں:

(۱) اس کارڈ کے اجراء اور سالانہ فیس کی شرعی حیثیت (۲) اس کا استعمال

ڈیبٹ کارڈ کی فیس کا حکم

جہاں تک کارڈ کے اجراء اور اس کی تجدید (Renewal) کی فیس کا تعلق ہے تو شرعی اعتبار سے اس میں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ یہ ان خدمات کی اجرت ہے جو بینک کارڈ ہولڈر کو فراہم کرتا ہے اس کو "حق المحنۃ" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> "بینک اپنی جن خدمات پر اجرت وصول کرتا ہے مثلاً لاکرز، لیٹرز آف کریڈٹ، بینک ڈرافٹ، بیع و شراء کی دلالی وغیرہ ان کی اجرت لینا جائز ہے[7]۔"

ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کا حکم

اس کارڈ کو چونکہ تین الگ الگ مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے ہر ایک کا حکم الگ درج کیا جاتا ہے:

1. اپنے اکاونٹ میں موجود رقم نقد کی صورت میں حاصل کرنے کے لئے اس کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ اے، ٹی، ایم کارڈ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔
2. خرید و فروخت کر کے اس کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی کی شرعی حیثیت "حوالہ" کی ہے، حوالہ سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کے ذمے قرض ہو وہ اپنی طرف سے کسی

دوسرے شخص کو اس کی ادائیگی کا ذمہ دار بنائے اور وہ دوسرا شخص اس ذمہ داری کو قبول بھی کرے۔ علامہ اکمل الدین بابرتیؒ "حوالہ" کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وفي اصطلاح الفقهاء تحويل الدين من ذمة الأصيل إلى ذمة المحتال عليه.[8]

"فقہاء کرامؒ کی اصطلاح میں حوالہ سے مراد اصیل کے ذمے سے محتال علیہ (جو شخص ذمہ داری قبول کرتا ہے) کے ذمے دین کو منتقل کرنے کا نام ہے۔"

ڈیبٹ کارڈ کی صورت میں اس کی تطبیق یہ ہے کہ اکاونٹ ہولڈر کی رقم بینک کے ذمے قرض ہوتی ہے، جب وہ خریداری کر کے کارڈ کے ذریعے ادائیگی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوکاندار کی جتنی رقم کارڈ ہولڈر کے ذمے واجب ہو چکی ہے وہ اس رقم کو اپنے ذمے سے بینک کے ذمے کو منتقل کر لیتا ہے۔ شرعاً حوالہ درست ہونے کے لئے محیل (جو اس صورت میں کارڈ ہولڈر ہے)، محتال علیہ (جو بینک ہے) اور محتال لہ (جو کہ دوکاندار ہے) تینوں کی رضامندی ضروری ہوتی ہے، چنانچہ علامہ عبداللہ الموصلیؒ فرماتے ہیں:

وتصح برضا المحيل والمحتال والمحال عليه[9]

"عقدِ حوالہ محیل، محتال اور محال علیہ کی رضامندی سے صحیح ہوتا ہے۔"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے خریداری کی صورت میں ان تینوں کی رضامندی پائی جاتی ہے، لہٰذا ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ کے معاملات کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں کوئی شرعی مانع موجود نہیں، نیز اس کے ذریعے کارڈ ہولڈر صرف اپنے اکاونٹ میں موجود رقم کی حد تک خریداری کر سکتا ہے اس وجہ سے اس میں سود بھی نہیں پایا جاتا۔

3. ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے اپنے اکاونٹ سے دوسرے کے اکاونٹ میں رقم منتقل کرنا بھی شرعاً جائز ہے، اس صورت میں بینک کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے۔

فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ کے فتویٰ (18521) میں ہے:

إذا كان الأمر كما ذكر فإنه لا مانع من استخدام البطاقة المذكورة؛ إذا كان المشتري لديه رصيد يغطي المبلغ المطلوب[10].

ڈیبٹ کارڈ کے فوائد

یہ کارڈ بہت سے فوائد کا حامل ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

کارڈ ہولڈر کے حق میں فوائد

1. کارڈ ہولڈر کو بینک جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس طرح اس کا قیمتی وقت بچ جاتا ہے۔
2. کارڈ کے ذریعے خریداری پر عموماً کارڈ ہولڈر کو ڈسکاونٹ ملتا ہے۔
3. کارڈ ہولڈر کو پیسے لیکر جانا نہیں پڑتا اور اس طرح اس کا سرمایہ محفوظ رہتا ہے۔
4. کارڈ ہولڈر کو اس کے علاوہ مزید فوائد مثلاً مفت انشورنس اور تحفے تحائف بھی ملتے ہیں۔

بینک کو حاصل ہونے والے فوائد

یہ کارڈ بینک کے حق میں بھی مفید ہے، بینک کو حاصل ہونے والے چند فوائد یہ ہیں:

1. کارڈ استعمال کرنے کے نتیجے میں چیک کے استعمال میں کمی ہوتی ہے، اور اس طرح چیکوں کی وصولی اور رقم کی ادائیگی کا کام کم ہو جاتا ہے۔
2. کسٹمر کو بار بار بینک آنا نہیں پڑتا، جس کی وجہ سے بینک کے عملے کے کام میں خاطر خواہ کمی ہوتی ہے۔
3. اس کے نتیجے میں بینک کے کسٹمرز کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

تجارتی مراکز کو حاصل ہونے والے فوائد

1. کارڈ استعمال کرنے کی وجہ سے چونکہ خریداروں کو عموماً ڈسکاونٹ مل جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ زیادہ سے زیادہ خریداری کرتا ہے، اور اس طرح یہ سیل بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔
2. دوکانداروں کی رقم محفوظ رہتی ہے۔
3. دوکانداروں کو رقم کی گنتی اور بینک میں اسے جمع کرانا نہیں پڑتا، اس طرح وقت کی بچت ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ڈیبٹ کارڈ کی مذکورہ صورت شرعاً جائز اور بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا تعارف

اس کارڈ کے ذریعے ڈیبٹ کارڈ کے تینوں مقاصد بھی حاصل ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ قرض حاصل کرنے کی سہولت بھی حاصل ہوتی ہے۔ بینک یہ کارڈ دو قسم کے لوگوں کو جاری کرتا ہے، ایک وہ جن کی رقم بینک میں موجود ہوتی ہے، مگر وہ اپنی جمع کردہ رقم سے زیادہ کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

دوسرے وہ جن کی رقم بینک میں نہیں ہوتی، بینک ایسے لوگوں کے حالات کا جائزہ لیکر ان کی مالی حیثیت کا تعین کر کے اسی مناسبت سے ان کے لئے کارڈ جاری کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی تعریف

عربی میں کریڈٹ کا معنی ہے: قرض دینے کی صلاحیت، اور اس کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کو قرض دینے کا پابند بنائے۔

کریڈٹ کارڈ کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

1. مجمع الفقہ الاسلامی نے کریڈٹ کارڈ کی یہ تعریف کی ہے:

مستند يعطيه مصدره لشخص طبيعي أو اعتباري بناء على عقد بينهما – يمكنه من شراء السلع أو الخدمات، ممن يعتمد المستند، دون دفع الثمن حالًا، لتضمنه التزام المصدر بالدفع[11].

"یہ وہ دستاویز ہے جو بینک یا کوئی اور ادارہ کسی شخص کو باہمی عقد کی بنیاد پر جاری کرتا ہے، جس کے نتیجے میں حاملِ کارڈ فوری طور پر رقم کی ادائیگی کے بغیر سامان کی خریداری اور دیگر خدمات حاصل کر سکتا ہے کیونکہ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ ادائیگی کی ذمہ داری لے چکا ہوتا ہے۔"

2. دوسری تعریف یہ ہے:

المراد من بطاقة الائتمان فی الاصطلاح المصرفی بطاقة یتیح لحاملها فرصة ان یشتری بها بضائع و ان یودی مصدر البطاقة ثمنها الی التاجر ثم انه یعطی حامل البطاقة اجلا لدفع ذلک الثمن مع فائدة ربوية[12]

"معاشیات کی اصطلاح میں کریڈٹ کارڈ سے مراد وہ کارڈ ہے جس کے ذریعے کارڈ ہولڈر کو یہ سہولت میسر آتی ہے کہ وہ مختلف اشیاء خرید سکے اور تاجر کو پیمنٹ بینک کرے اور کارڈ ہولڈر کو سود سمیت قیمت کی ادائیگی کے لئے مہلت دے۔"

3. تیسری تعریف یہ ہے:

"یہ ایک دستاویز ہے جسے بینک حقیقی یا اعتباری شخص کے لئے باہمی معاہدہ کی بنا پر جاری کرتا ہے، اس سے وہ فوراً قیمت ادا کئے بغیر ان مقامات سے سامان کی خریداری کر سکتا ہے جہاں یہ دستاویز تسلیم شدہ ہوتی ہے، کیونکہ قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار بینک ہوتا ہے[13]۔"

کریڈٹ کارڈ کی اہمیت

آج کے دور میں کریڈٹ کارڈ بہت کثرت سے پھیل گیا ہے، دنیا کے ترقی یافتہ ممالک اور مغربی دینا میں تقریباً سارے معاملات اسی کارڈ پر ہو رہے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ چوری، ڈکیتی اور لوٹ کھسوٹ کے خطرات زیادہ ہیں، اگر کوئی شخص خریداری کے لئے جیب میں بڑی رقم لیکر جائے یا کہیں سفر پر نکلے تو ڈاکہ پڑنے کا شدید خطرہ رہتا ہے، اس کے سدِ باب کے لئے بینکوں نے کارڈ جاری کرنے کا طریقہ نکالا، یہ بعید نہیں کہ کریڈٹ کارڈ مستقبل میں نقد کی جگہ لے لے۔ اس کارڈ کے استعمال کو تجارتی مراکز اور ہوٹلوں وغیرہ میں نقد رقم کے مقابلہ میں ترجیح دی جاتی ہے۔ تجارتی مراکز میں اس کی وجہ سے خرید و فروخت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے، اسی طرح کارڈ جاری کرنے والے اداروں کو بھی کافی فائدہ ہوتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ نے کئی مثبت اور منفی پہلوؤں سے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کی وجہ سے کارڈ ہولڈر کا مال چوری اور ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کے لئے کارڈ ساتھ رکھنا کافی ہوتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا طریقۂ استعمال

اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ تاجر بل بناتا ہے، جس پر کارڈ کی بنیادی تفصیلات لکھ دیتا ہے، اور کارڈ ہولڈر سے دستخط کروا کے اس پر مہر لگا دیتا ہے، پھر اس بل کو کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے پاس بھیج دیتا ہے جو بل پر لکھی ہوئی رقم کو کارڈ ہولڈر کے اکاونٹ سے ادا کرتا ہے یا اپنے پاس سے ادائیگی کر کے اس کے ذمہ قرض چڑھاتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے ادارے کو حاصل ہونے والے فوائد

کارڈ جاری کرنے والا ادارہ مختلف طریقوں سے اس سے منافع حاصل کرتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

1. ادارہ کارڈ ہولڈر سے سالانہ فیس وصول کرتا ہے۔
2. جو تاجر اس کارڈ پر سامان بیچتے ہیں جب وہ رقم کی وصولی کے لئے ادارے کے پاس بل بھیجتے ہیں تو ادارہ ان سے فیصد کے اعتبار سے کمیشن وصول کرتا ہے۔

3. کریڈٹ کارڈ کے ذریعے خریداری کرنے والے کے پاس جب ادارے کی طرف سے بل جاتا ہے تو اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ تیس دن کے اندر اندر بل کی ادائیگی ضروری ہے، اگر تیس دن سے تاخیر ہوئی تو ادارہ اس پر سود لیتا ہے۔ یہ اس کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔
4. کارڈ جاری کرنے والا ادارہ کارڈ ہولڈر کے ساتھ کسی مخصوص کرنسی میں معاہدہ کرتا ہے مثلاً پاکستانی سکے میں۔ لیکن اگر کارڈ ہولڈر کسی دوسرے ملک میں خریداری کرے تو ادارے کے پاس اسی ملک کی کرنسی کا بل آتا ہے اور وہ اسی کرنسی میں ادائیگی کرتا ہے جبکہ کارڈ ہولڈر سے معاہدہ کے مطابق کرنسی میں وصولی کرتا ہے اور اس میں اپنے لئے کچھ نفع بھی رکھتا ہے[14]۔

کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں شرعی نقطہ نظر سے دو باتیں بنیادی طور پر قابلِ غور ہیں:

1. کارڈ جاری کرنے والے ادارے اور کارڈ ہولڈر کے درمیان ہونے والا معاہدہ

یہ معاہدہ شرعاً فاسد ہے کیونکہ اس میں ایک فاسد شرط پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ متعین وقت پر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں اضافی رقم دینی ہو گی، اور فاسد معاہدہ کرنے پر ہی اس کا گناہ ہو جاتا ہے چاہے کارڈ ہولڈر سود دے یا نہ دے، اس لئے کہ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک شرطِ فاسد مالی لین دین کو فاسد کرتی ہے، چنانچہ جمہور فقہاء کرام کی آراء کی روشنی میں کریڈٹ کارڈ بنوانے کا معاہدہ ہی ناجائز ہے چاہے وہ سود کی ادائیگی کبھی بھی نہ کرے اور نہ کبھی سود کی نوبت آنے دے۔ البتہ فقہاء حنابلہ کے نزدیک شرطِ فاسد کی وجہ سے معاملہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ وہ شرط باطل ہوتی ہے اور معاملہ صحیح رہتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

> من اشترط شرطا ليس في كتاب الله فهو باطل وإن اشترط مائة شرط[15]
>
> "جس شخص نے کوئی ایسی شرط لگائی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ باطل ہے خواہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ ہوں[16]۔"

2. کریڈٹ کارڈ کا استعمال

فقہاءِ حنابلہ کے اصول کی روشنی میں اگر کارڈ ہولڈر بروقت ادائیگی کا اہتمام کرے اور سود عائد ہونے

کی نوبت نہ آنے دے تو کارڈ کا استعمال درست رہے گا۔ مگر جمہور فقہاء کے اصول کی روشنی میں کریڈٹ کارڈ کا معاہدہ سودی ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال جائز نہیں لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے، اس کی بجائے ڈیبٹ کارڈ کا استعمال کرنا چاہیئے۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

ان العملية في هذه البطاقة عملية ربوية بحتة لا تجوز[17]

"بے شک اس کارڈ کا معاملہ خالص سودی اور ناجائز ہے۔"

تاہم اگر ڈیبٹ کارڈ مہیا نہ ہو تو اس مجبوری کی وجہ سے کریڈٹ کارڈ کا استعمال مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے:

1. کارڈ ہولڈر اس بات کا پورا انتظام کرے کہ وہ معین وقت سے پہلے پہلے ادائیگی کر دے اور کسی بھی وقت سود عائد ہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔
2. کارڈ ہولڈر اس کو غیر شرعی امور میں استعمال نہ کرے۔
3. اگرچہ کارڈ ہولڈر سود عائد ہونے سے پہلے پہلے ادائیگی کر بھی لے پھر بھی چونکہ یہ معاہدہ سود کی بنیاد پر ہوتا ہے لہذا کارڈ ہولڈر پر لازم ہے کہ وہ یہ سودی معاہدہ کرنے پر توبہ و استغفار کرتا رہے[18]۔

کریڈٹ کارڈ کے اجراء اور سالانہ فیس کا حکم

کریڈٹ کارڈ جاری کرنے اور اس کی سالانہ فیس چونکہ ادارے کی طرف سے فراہم کی جانے والی مختلف خدمات کا عوض ہے، مثلاً کارڈ کا اجراء، کارڈ ہولڈر کو مختلف سفری سہولیات فراہم کرنا، کارڈ کی گمشدگی کی صورت میں متبادل کارڈ کی فراہمی، کارڈ ہولڈر کا پورا حساب رکھنا وغیرہ، لہٰذا یہ فیس شرعاً اجرتِ عمل ہونے کی وجہ سے جائز ہے[19]۔

کریڈٹ کارڈ کا شرعی متبادل

کریڈٹ کارڈ کے متبادل کے طور پر غیر سودی کارڈ کا اجراء کیا جا سکتا ہے، جس کو "المعايير الشرعية" میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

يجوز اصدار بطاقة الائتمان والحسم الاجل بالشروط الأتية:

1. ان لا يشترط علىٰ حامل البطاقة فوائد ربوية فى حال تاخيره عن سداد المبالغ الستحقة عليه.

2. ان تشترط الموسسة على حامل البطاقة عدم التعامل بها فيما حرمه الشريعة و انه يحق للموسسة سحب البطاقة فى تلک الحالة[20].

"کریڈٹ کارڈ کا اجراء مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

1. اگر کارڈ ہولڈر رقم کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس سے کوئی اضافی رقم نہ لی جائے۔
2. ادارہ کارڈ ہولڈر کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ اس کو غیر شرعی کاموں میں استعمال نہیں کرے گا ورنہ ادارہ اس کارڈ کو ختم کرنے کا مجاز ہوگا۔"

نتائج

ایک مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح معاملات میں بھی شریعت کے احکام کا پابند رہے۔ اے۔ ٹی۔ ایم اور ڈیبٹ کارڈ کی مروجہ صورت جائز ہے، لہٰذا انہیں اپنی معاشی ضروریات کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کریڈٹ کارڈ کا معاہدہ سودی عنصر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اس لئے اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ البتہ شدید مجبوری کی صورت میں مذکورہ بالا شرائط کی رعایت کرتے ہوئے استعمال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 الماوردی، أبو الحسن علی بن محمد، الحاوی فی فقہ الشافعی ۶: ۴۶۷، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۴ھ

2 الرُّعینی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن محمد، مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل ۷: ۴۴۱، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ

3 أبو الحسن علی بن عبد السلام التسولی، البہجۃ فی شرح التحفۃ ۲: ۴۵۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (س۔ن)

4 ابن ضویان، إبراہیم بن محمد بن سالم، منار السبیل ۱: ۳۵۰، المکتب الإسلامی، الطبعۃ السابعۃ، ۱۴۰۹ھ

5 شمس الأئمۃ السرخسی، محمد بن أحمد المبسوط ۱۴: ۶۶، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

6 محمد محروس المدرس الأعظمی، حکم البطاقات الإئتمانیۃ ۱: ۲، المکتبۃ الشاملۃ (س۔ن)

7 مفتی محمد تقی عثمانی، ہمارا معاشی نظام: ۱۱۵، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱۴۲۳ھ

8 البابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الہدایۃ ۷: ۲۳۸، دار الفکر (س۔ن)

9 الموصلی، عبداللہ بن محمود بن مودود، الاختیار لتعلیل المختار ۳: ۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۳۵۶ھ

10 رئاسۃ إدارۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۳: ۵۲۷، فتوی (۱۸۵۲۱) الإدارۃ العامۃ للطبع الریاض (س۔ن)

11 منظمۃ المؤتمر الاسلامی بجدۃ، مجلۃ مجمع الفقہ الإسلامی ۷: ۴۳۱

12 مفتی محمد تقی عثمانی، فقہ البیوع علی المذاہب الاربعۃ ۱: ۴۵۳، ط: مکتبۃ المعارف، ربیع الاول، ۱۴۳۶ھ

13 اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، جدید فقہی مباحث ۳۰: ۶۲، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۲۰۰۹ء

14 مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل ۴: ۱۴۹، ادارہ اسلامیات، لاہور، طبع اول، جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

15 امام بخاری، أبو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث (۲۱۵۵)، دار طوق النجاۃ، (س۔ن)

16 جدید فقہی مباحث ۳۰: ۶۵

17 فقہ البیوع علی المذاہب الاربعۃ ۱: ۴۵۳

18 تبویب فتاویٰ، فتویٰ (۳۶)، جامعہ دار العلوم کراچی، ۱۳۳۹ھ

19 مفتی محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی ۳: ۳۵۳، مکتبہ معارف القرآن کراچی، رجب ۱۴۳۱ھ

20 ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للموسسات المالیۃ الاسلامیۃ: ۱۷